

سپریم کورٹ کے رو برو
(اپیل کا اختیارِ ساعت)

موجود

جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، چیف جسٹس

جسٹس محمد علی مظہر

جسٹس مسٹر بلای

فوجداری درخواست برائے اپیل کی اجازت نمبر 1359 بابت 2023

[فوجداری مقرر نمبر 1627-B/2023 میں اسلام آباد ہائی کورٹ، اسلام آباد کے جاری کردہ حکمنامہ موئرخ
10.11.2023 کے خلاف]

زیر سعید صابری / سائین زیر شاہ زیر سعید صابری / سائین زیر شاہ

بنام

ریاست بذریعہ ایڈوکیٹ جزل اسلام آباد وغیرہ

مسئول علیہاں

درخواست گزار کے لیے

جناب محمد ایاس صدیقی

:

ریاست کے لیے

راجا محمد شفقت عباسی، ایڈوکیٹ

:

سپریم کورٹ، ڈپٹی اٹارنی جزل

جناب مسعود بلگش، ایس ایس پی (انویسٹی

گیشن) اور جناب رخسار مہدی، ایس پی

(انویسٹی گیشن)، اسلام آباد

14 فروری 2024ء

:

تاریخ ساعت

حکمنامہ

قاضی فائز عیسیٰ، چیف جسٹس۔ درخواست گزار پولیس تھانہ، ہمک، اسلام آباد، میں درج کرنی گئی ایف آئی آر نمبر

153/2023 جولائی 2023ء کی بنیاد پر قائم کیے گئے مقدمے میں ضمانت پر رہائی چاہتا ہے۔ درخواست

گزار کے فاضل وکیل نے گزارش کی کہ ایف آئی آر سے مجموعہ تعزیرات پاکستان، 1860ء ('مجموعہ تعزیرات') کی دفعہ

C-295 کے تحت مقررہ جرم ظاہر نہیں ہوتا اور شکایت کنندہ نے بعد میں خود ہی درخواست دائر کی کہ درخواست گزار پر

مجموعہ تعزیرات کی دفعہ A-295 اور B-298 کے تحت فرد جرم عائد کی جائے۔ تاہم ان کی گزارش ہے کہ شکایت کنندہ

کے عائد کیے گئے الزامات سے یہ جرام بھی نہیں بنتے۔ ان کی مزید گزارش ہے کہ ایف آئی آر 28 گھنٹوں کی تاخیر سے درج

کرائی گئی اور تفتیش سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس پی) نے نہیں کی، جبکہ مجموعہ ضابطہ نوجاداری، 1898ء (ضابطہ نوجاداری) کی دفعہ A-156 کے تحت یہ لازمی ہے۔

2۔ شکایت کنندہ کا الزام (ایف آئی آر کے مطابق) ہے کہ وہ درخواست گزار کے پاس گئے، جو کہ ایک اپیرائیں، تاکہ ان سے 'دم' کرائیں اور اس کے گھر میں اس نے ایک پینا فلیکس بینر دیکھا جس پر، میں نہ طور پر، پیغام 12 اماموں کی تصویریں تھیں۔ شکایت کنندہ نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ درخواست گزار کے گھر میں اس کے اور درخواست گزار کے درمیان کیا کچھ پیش آیا۔ شکایت کنندہ اس کے بعد پولیس تھانہ گیا اور پولیس سے ساتھ جانے کے لیے کہا، اور وہ درخواست گزار کے گھر میں داخل ہوئے، دیوار سے پینا فلیکس اتارا اور قبضے میں لے لیا۔

3۔ چونکہ افسر قانون اور 'تفقیتی افسر'، جو پولیس ایک جو نیز اہل کار ہے، کی جانب سے مناسب معاونت نہیں دی گئی، اس لیے ہم نے ایس پی اور ڈپٹی اٹارنی جرzel کو طلب کیا۔ سینیئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس (ایس ایس پی) بھی ان کے ساتھ آئے۔ ہم نے ایس ایس پی اور ایس پی سے پوچھا کہ کیا درخواست گزار کے گھر میں داخل ہونے سے قبل تلاشی کا وارنٹ حاصل کیا گیا تھا اور انہوں نے جواب دیا کہ وارنٹ حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ چونکہ ایف آئی آر میں مجموعہ تعزیرات کی دفعہ C-295 کو واحد جرم کے طور پر ذکر کیا گیا تھا، اس لیے ہم نے معلوم کیا کہ کیا اس معاملے کی تفتیش ایس پی کے درجے کے کسی افسر نے کی، جیسا کہ ضابطہ نوجاداری کی دفعہ A-156 کے تحت لازم ہے، اور ہمیں بتایا گیا کہ ایسا بھی نہیں کیا گیا۔

4۔ مجموعہ تعزیرات کی دفعہ C-295 کے تحت لازم ہے کہ جرم کی تفتیش ایس پی کے درجے سے کمتر کوئی افسر نہ کرے، جیسا کہ ضابطہ نوجاداری کی دفعہ A-156 میں طے کیا گیا ہے، جسے یہاں پیش کیا جاتا ہے:

دفعہ A-156۔ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ C-295 کے تحت جرم کی تفتیش: کسی شخص پر مجموعہ تعزیراتِ پاکستان، 1860ء (اکٹ XLV بابت 1860) کی دفعہ C-295 کے تحت جرم کا الزام ہو، تو ضابطہ اہل میں مذکور کسی بات کے علی ال رغم سپرنٹنڈنٹ آف پولیس سے کمتر درجے کا کوئی افسر اس کی تفتیش نہیں کرے گا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین (آئین) کی دفعہ (1) لازم کرتی ہے کہ افراد کے ساتھ سلوک قانون کے مطابق ہو، جس میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ A-156 شامل ہے۔ اور دفعہ (2) کا کہنا ہے کہ 'کسی شخص کی زندگی، آزادی، جسم، عزت یا جائیداد کے خلاف، سوائے قانون کے مطابق، کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا'۔

5۔ درخواست گزار کے گھر میں داخل ہونے سے قبل وہ تلاشی کاوارنٹ حاصل کرنا پولیس پر لازم تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ آئین کی دفعہ (1) لازم کرتی ہے کہ 'اگھر کی خلوت کی خلاف ورزی ہر گز نہیں ہو گی'، جسے یہاں پیش کیا جاتا ہے:

'(1) 14۔ انسان کے شرف اور، قانون کے تابع، گھر کی خلوت کی خلاف ورزی ہر گز نہیں ہو گی۔'

تلاشی کا اجازت نامہ حاصل نہ کر کے درخواست گزار کے گھر کی خلوت کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ آئین کی دفعہ بنیادی حقوق (بیشمول دفعہ 14) کو بالاتر حیثیت دیتی ہے، جسے محدود نہیں کیا جاسکتا، اور اگر ان سے متصادم کوئی قانون بنایا جائے تو اس دفعہ کا کہنا ہے کہ وہ اس حد تک غیر موثر ہو گا۔

6۔ چونکہ ہم مجموعہ تعزیرات کے پندرھویں باب کے تحت جرائم، یعنی 'ذہب کے خلاف جرائم'، موجودہ مقدمے میں اسلام کے خلاف جرائم، کا معاملہ دیکھ رہے ہیں، اس لیے مناسب ہو گا کہ متعلقہ اسلامی احکام پر بھی غور کیا جائے۔ قرآن شریف کی سورۃ النور (سورۃ 24)، آیت 27 لازم کرتی ہے کہ:

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا^۱

ترجمہ: 'اے ایمان والو، اپنے گھروں کے سواد و سرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک

اجازت نہ لے لو۔'

موجودہ مقدمے میں لازمی 'اجازت' تلاشی کاوارنٹ تھا جو حاصل نہیں کیا گیا۔

7۔ جب پولیس خود قانون کی پابندی نہیں کرتی تو معاملہ سنگین ہو جاتا ہے، باخصوص جبکہ شہری کی آزادی متاثر ہوتی ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ ایسے مقدمات میں پولیس کے بجائے شکایت کنندہ آگے ہوتا ہے اور تفہیش پر بھی موثر طور پر حاوی ہو جاتا ہے۔ ایسا قانون اور آئین سے مکمل انحراف کر کے کیا جاتا ہے۔ ایسیں پی کا کہنا تھا کہ وہ یہ یقینی بنائیں گے کہ مستقبل میں

¹ قرآن شریف، سورۃ النور (24)، آیت 27۔

قانون پر سختی سے عمل ہو۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ دیکھیں گے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والے پویس الکاروں کے خلاف انصبائی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

8۔ چونکہ جس جرم کا الزام لگایا گیا ہے وہ مذہب کے خلاف ہے، اس لیے امور کو اس سیاق و سبق میں دیکھنا چاہیے۔ آئین کی دفعہ 2 طے کرتی ہے کہ 'اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہو گا' اور آئین کی دفعہ (1) 227 لازم کرتی ہے کہ:

'(1) 227۔ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت میں مذکور احکام اسلام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے گا،

جنہیں اس حصے میں احکام اسلام کہا گیا ہے، اور ان احکام سے متصادم کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔'

'پلیسی کے اصول' کے متعلق آئین کے باب کی دفعہ (1) 31 کا بھی حوالہ دیا جاسکتا ہے جو لازم کرتی ہے کہ مسلمانوں کو زندگی کا اسلامی طریقہ 'بر کرنے کے قابل بنایا جائے:

'(1) 31۔ مسلمانان پاکستان کو اس قابل بنانے کے لیے کہ وہ، انفرادی اور اجتماعی طور پر، اپنی زندگیاں

اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق بسر کر سکیں اور انھیں سہولیات دینے کے لیے

کہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں، اقدامات اٹھائے جائیں

گے۔

کوئی معمولی آدمی نہیں، بلکہ خلیفۃ الرشاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے خلاف گھر میں ثراب پینے کی فرد جرم ہی ساقط کر دی تھی کیونکہ اس گھر میں داخلہ قانونی طریقے سے نہیں ہوا تھا۔² اور آئین کی دفعہ (b) (2) 31 لازم کرتی ہے کہ اتحاد کو فروع دیا جائے اور اسلامی اخلاقی معیارات کی پابندی کی جائے۔ تلاشی کے اجازت نامے کے بغیر درخواست گزار کے گھر میں گھس کر پولیس نے قانون، احکام اسلام اور اخلاقی معیارات کی خلاف ورزی کی ہے۔

9۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے اخلاقی معیارات پر عمل پیرا ہو۔ آپ کے

عظیم اخلاقی کردار کی گواہی خود قرآن شریف نے دی ہے:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ حُلُقٍ عَظِيمٍ³

ترجمہ: اور یقیناً آپ اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہیں۔'

² ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی، الجامع لاحکام القرآن (بیروت: مؤسسة الرسالۃ، 2006ء)، ج 19، ص 400-401۔

³ قرآن شریف، سورۃ القلم (68)، آیت 4۔

10۔ پاکستان میں، جو کہ ایک اسلامی جمہوریہ ہے، بد قسمتی سے بعض اوقات مفاد، انتقام یا ذاتی تشهیر کی وجہ سے احکام اسلام کی نفی کی جاتی ہے۔ قرآن شریف نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مثالی کردار کی پیروی کریں:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ⁴

ترجمہ: تمہارے لیے اللہ کے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

متاز حنفی فقیہ علامہ ابن عابدین الشافی⁵ نے بہت تفصیل سے بتایا ہے کہ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کر کے آپ کی اتباع کرنی چاہیے اور سارا ذور خطا کار کو سزادلوانے پر صرف نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کے عظیم مرتبے کا دفاع بھی کرنا چاہیے اور آپ کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرنی چاہیے:

ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم ذاتی پسند و ناپسند کی بنیاد پر حدود اور دیگر سزا عکس نافذ کریں، بلکہ ہم پر لازم ہے

کہ ہم اس پر عمل کریں جس کے متعلق ہم پر ظاہر ہو کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت ہے۔۔۔ ہم یہ

نہیں کہہ سکتے کہ نبی ﷺ کے ساتھ ہماری محبت کا ہم سے تقاضا یہ ہے کہ ہم اس شخص کو لازماً قتل

کر دیں جس نے آپ کے خلاف زبان درازی کی، خواہ اس نے بعد میں توبہ بھی کر لی ہو، کیونکہ محبت کی

پہلی شرط اتباع ہے، نہ کہ نیا حکم گھٹننا۔ ہمیں خدشہ ہے کہ قیامت کے دن خود نبی ﷺ ہی پہلے شخص

ہوں گے جو ہم سے ایسے شخص کے قتل کے متعلق باز پرس کریں گے۔ اس لیے جب ملزم توبہ کر لے، تو

ہم پر لازم ہے کہ اسے سزادینے سے باز رہیں اور اس کا معاملہ اُس ذات کے سپرد کریں جو اس کے دل کا

حال جانتا ہے، جیسے نبی ﷺ لوگوں کا ظاہری طور پر مسلمان ہو جانا قبول کرتے تھے اور ان کا فیصلہ اُس

ذات کے سپرد کرتے تھے جو تمام پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔⁶

11۔ حضرت محمد ﷺ نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ تمام مخلوقات کے لیے ایک بہت بڑی رحمت تھے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ⁷

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہی بناؤ کر بھیجا ہے۔

⁴ قرآن شریف، سورۃ الاحزاب (33)، آیت 21۔

⁵ محمد امین ابن عابدین الشافی، تنبیہ الولاة والکام (قاهرہ: دارالآثار، 2007ء)، ص 90۔

⁶ محمد امین ابن عابدین الشافی، تنبیہ الولاة والکام (قاهرہ: دارالآثار، 2007ء)، ص 90۔

⁷ قرآن شریف، سورۃ الانبیاء (21)، آیت 107۔

آپ اپنے ساتھیوں کو خالق کی مہربانی کی پیروی کا درس دیتے تھے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ⁸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ⁹

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مہربان ہیں، مہربانی کو پسند کرتے ہیں اور مہربانی پر وہ کچھ عطا کرتے ہیں جو سختی پر عطا نہیں کرتے۔

12۔ جب مسلمان ابھی ایک بہت ہی کم تعداد میں تھے اور نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر کمک میں ظلم ہو رہا تھا، تو آپ نے مدینہ میں پناہی۔¹⁰ اور جب مکہ فتح ہوئی¹¹ تو یہ خون کا ایک قطہ بھائے بغیر ہوا۔ نبی ﷺ نے سب کے لیے عام معافی کا اعلان کیا، یہاں میں کے جنہوں نے آپ پر ظلم کیا تھا اور جو اسلام کے دشمن تھے۔¹²

13۔ غزوہ بدر¹³ میں حضرت محمد ﷺ کے بعض شدید دشمن گرفتار کیے گئے۔ نبی ﷺ نے سب کے ساتھ رحم اور معافی کا بر تاؤ کیا، یہاں تک کہ سعیل بن عمرو جس نے آپ کو بہت برا بھلا کہا تھا، اس کے ساتھ بھی۔ ایک صحابی نے اسے سبق سکھانے کے لیے اس کے کچھ دانت اکھڑا نے کا مشورہ دیا۔ نبی ﷺ کے پہلے سیرت نگار ابن اسحاق نے آپ کا یہ جواب روایت کیا ہے:

لَا أُمَثِلُ بِهِ فَيُمَثِّلُ اللَّهُ بِيْ وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا. إِنَّهُ عَسَى أَنْ يَقُولَ مَقَامًا لَا تَذُمُهُ.¹⁴

ترجمہ: امیں اس کا مثال نہیں کروں گا، کہیں اللہ میر امثال نہ کر دیں، اگرچہ میں نبی ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ ایسا مقام حاصل کر لے کہ اس کے بعد تم اسے بر انہیں کہہ سکو گے۔

⁸ صحیح البخاری، کتاب استتابۃ المرتدین، حدیث رقم 6528۔

⁹ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، حدیث رقم 2593۔

¹⁰ صفر 14 نبوي / 12 ستمبر 622ء۔

¹¹ رمضان 8ھ / 8 جنوری 630ء۔

¹² عبد الملک ابن هشام الحنفی، السیرۃ النبویۃ (قاهرہ: مصطفیٰ الابنی، 1955ء)، ج 2، ص 412۔

¹³ رمضان 2ھ / 13 مارچ 624ء۔

¹⁴ جیسا کہ ابن اسحاق کے شاگرد ابن هشام نے نقل کیا ہے۔ ایضاً۔

نبی ﷺ کی رحمت اور محبت درست ثابت ہوئی؛ سہیل بن عمرو نے اس وقت جبکہ ابھی آپ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، حدیثیہ کے معابدہ صلح طے کرنے میں مدد دی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے مسلمانوں کے دفاع کے لیے کئی جنگوں میں شرکت کی۔¹⁵

14۔ بے شک یہ نبی ﷺ کا بہترین نمونہ تھا جس کی پیروی ابتدائی مسلمانوں نے کی تو بہت کم وقت میں ہی پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت یقینی ہوئی۔ اس کامیابی کا مجذہ مسلمانوں کے کردار میں تھا؛ ان کی ایمانداری، محبت اور پوری انسانیت کے لیے فخر مندی۔ جو نہیں جانتے اور اسلام کے دشمن، انہوں نے اسلام کی کامیابی سے مبہوت ہو کر (بغیر ثبوت کے) دعویٰ کیا کہ یہ تواریخ کے ذریعے پھیلا۔ مسیحی یورپی سلطنتوں کے بر عکس، مسلمان عثمانی سلطنت سب سے زیادہ عرصہ، 600 سال تک، قائم رہی۔ اس کا بنیادی اصول جس نے اسے قائم رکھا، شمولیت اور برداشت کا تھا؛ قرآنی حکم لا إِكْرَاهُ فِي الْدِينِ¹⁶ دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں اکی سختی سے پابندی۔ نفرت، سختی اور تشدد کم ہی شاید کبھی کسی کو اسلام۔ اسلامتی کے گھر۔ کی طرف لاسکے، نہ ہی کبھی انحراف کرنے والوں کو سیدھے راستے۔ الصّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ۔ پر لاسکے۔¹⁷ اس کے بر عکس ان کی وجہ سے اسلام سے انحراف کرنے والوں اور مسلمانوں سے عنادر کھنے والوں کا عزم مزید پختہ ہو جاتا ہے۔

15۔ مجموعہ تغیرات کی دفعہ C-295، جس کے لیے درخواست گزار پہلے فرد جرم عائد کی گئی تھی، ایسا جرم ہے جس پر سزاۓ موت ہے۔ اگر شکایت کننہ کے الزامات کلی طور پر درست بھی تسلیم کیے جائیں، تب بھی یہ جرم تشکیل نہیں پاتا۔ اس لیے پولیس کی جانب سے ایف آئی آر میں اس جرم کا ذکر امر حیران کن ہے، جس کا مطلب صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا انہوں نے شکایت کننہ کے دباؤ کی وجہ سے یا خفیہ مقاصد کے لیے کیا۔ اس کے علاوہ کوئی اور سبب صرف ان کی شدیدناہی ہو سکتی ہے۔ مذهب کے خلاف تمام جرائم میں جرم کے مخصوص عناصر لازماً ذکر کیے جانے چاہئیں۔ محض ایسا الزام لگانا مذموم ہے کیونکہ خواہ بعد میں ملزم کے بارے میں فیصلہ ہو کہ اس نے جرم کا ارتکاب نہیں کیا، وہ بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی زندگی پہلے ہی سے بر باد کی جا چکی ہوتی ہے۔

¹⁵ ابو الحسن علی الجزری، اسد الغابیۃ (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1993ء)، ج 2، ص 585۔

¹⁶ قرآن شریف، سورۃ البقرۃ (2)، آیت 256۔

¹⁷ صراط مستقیم کی ترکیب قرآن شریف میں کئی آیات میں استعمال ہوئی ہے، بیشمول درج ذیل: سورۃ الفاتحہ (1)، آیت 5؛ سورۃ الحج (22)، آیت 54؛ سورۃ الشوری (42)، آیت 52۔

16۔ جن جرائم کا لزام درخواست گزار پر لگایا گیا تھا، وہ مذہبِ اسلام کے خلاف ہیں، اس لیے بعض متعلقہ احکامِ اسلام پر غور کرنا ضروری تھا۔ اب ہم یہ متعین کریں گے کہ کیا درخواست گزار کو ضمانت پر رہا کیا جاسکتا ہے۔ پولیس درخواست گزار کے گھر میں داخل ہوئی لیکن ایسا کرنے سے قبل وارنٹ حاصل نہیں کیا؛ یہ زیادہ حیران کن ہے کیونکہ پولیس کوئی قتل روکنے یا کسی مشتبہ شخص کو فرار سے روکنے کے لیے جلدی نہیں کر رہی تھی۔ درخواست گزار کے گھر میں پولیس کے غیر قانونی داخلے نے اس گھر سے برآمد کی جانے والی چیزوں پر بھی سوالیہ نشان کھڑا کر دیا ہے، جو قانونی طور پر ایک اور تجاویز ہے۔

17۔ اس مقدمے میں فوجم بھی تبدیل کر کے مجموعہ تعزیرات کی دفعات A-295 اور B-298 لگائی گئیں۔ درخواست گزار کو قید ہوئے سات مہینوں سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن اس کا مقدمہ ابھی اختتام کے قریب نہیں ہے۔

18۔ مذکورہ بالا تمام عوامل درخواست گزار کو ضمانت پر رہائی کا مستحق بنادیتے ہیں۔ چنانچہ درخواست گزار کو مقدمہ ہذا میں ٹرانسل کوڑ کے اطمینان پر ایک ضامن اور پچاس ہزار روپے کے مچکے پر ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے۔ اس درخواست کو اپیل میں تبدیل کر کے منظور کرتے ہوئے معرضہ حکمنامے کو ان شرائط کے ساتھ منسوج کیا جاتا ہے۔

چیف جمیس

جج

جج

اسلام آباد

14 فروری 2024ء

اشاعت کے لیے منظور شدہ